سیف اللہ خالد

پنجاب پولیس زندہ باد

کوئی بہت پرانا قصہ نہیں۔ چند برس قبل کی بات ہے جب پنجاب کے درودیوار پر چھوٹے میاں صاحب یعنی شہباز شریف کا حکم چلتا تھا۔ لاہور کے ایک روزنامہ کے بزرگ جوائنٹ ایڈیٹر کے خلاف فرقہ وارانہ مواد شائع کرنے کا مقدمہ قائم ہوا۔ پولیس نے جیل روڈ پر واقع روزنامہ کے دفتر کا باقاعدہ محاصرہ کیا اور ات گئے انھوں نے ایف آئی آر پڑھ کر سنانا شروع کی کہ اخبار میں ملزمان شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کی کتاب سے ایک اقتباس شائع ہوا ہے۔ جو فرقہ واریت پر مبنی ہے۔ یہاں تک پڑھ کر ڈاکٹر ایس پی کو حمید جہلمی صاحب سے ہمدردی محسوس ہوئی۔ انھوں نے فرمایا بزرگو آپ کو مفت میں بلحاظ عہدہ ہی تکلیف دینا پڑی۔ اصل مجرم تو یہ دو ہیں، جن کی تحریر ہے: آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں، ان کا پتا بتائیں ہم آپ کو بے گناہ قرار دے دیں گے۔ پڑھے لکھے ایس پی کی اس گفتگو پر وہاں موجود اخبار نویسوں کا قہقہہ بلند ہوا مگر حمید جہلمی کے چہرے پر پریشانی کے اثرات نمایاں تھے۔ نہ معلوم وہ اس ''فل سائز'' جہالت پر پریشان تھے یا اس بڑھاپے میں فرقہ واریت کے گھٹیا الزام پر۔ انھوں نے ایس پی صاحب سے کہا ملزموں کا پتا میں بتا دیتا ہوں مگر وہ آپ کی حدود سے باہر ہیں۔ پوری بات سننے پر ایس پی حواس باختہ ہو کر اٹھے اور پھر نظر نہ آئے۔ یہ قصہ پھر سہی کہ کس طرح اس بزرگ اخبار نویس کو ہتھکڑیاں لگا کر عدالت میں پیش کیا گیا اور پھر جیل بھیج دیا گیا۔

آج یہ معاملہ یوں یاد آیا کہ پنجاب پولیس ایک بار پھر گرفتاریوں کی مہم شروع کر چکی ہے۔ چند روز قبل ۴۰۰ کے قریب افراد کو نظر بند کر دینے کے بعد اب پھر سے ساز سلاسل بجنے لگا ہے اور پنجاب کے گوشے گوشے میں گرفتاریوں کا آپریشن شروع ہو چکا ہے۔ مگر نامعلوم کس بنا پر دکھائی یہ دیتا ہے کہ حکومتی اداروں کے پاس متحرک کارکنوں کی فہرستیں کم پڑ گئی ہیں یا انھیں توقع نہ تھی کہ گرفتاریوں کا اتنا بڑا آرڈر آ جائے گا۔ لہٰذا اب گرفتاریوں کے سلسلے میں افراتفری بھی سوا ہے او ر پولیس اہلکار کسی بھی ہم نامی کے سبب نمبر بنانے اور زندانوں کا پیٹ بھرنے کو مستعد دکھائی دیتے ہیں۔ مگر کارکنوں کی تعداد پوری کرنا شاید ان کے بس میں نہیں، اسی خاطر غلطیاں سرزد ہو رہی ہیں۔

تحریک ختم نبوت کے قائدین خصوصاً عبداللطیف خالد چیمہ جو جمہوریت کے اتنے پرجوش حامی نہیں۔ انھیں بھی اس حال میں گرفتار کر لیا گیا کہ جب وہ اپنے والد مرحوم کی تعزیت کے لیے آنے والوں سے مل رہے تھے۔ بعد ازاں مقامی سیاسی وسماجی شخصیات کے دباؤ پر رہا کرتے ہی بنی۔ لیکن چند روز کے وقفے سے ان کی نظر بندی کا نیا حکم آ گیا۔

ساہیوال پولیس کا کارنامہ البتہ اس سے بڑا ہے۔ انھیں یقینی طور پر خصوصی انعام واکرام سے نوازا جانا چاہیے۔ قصہ یہ ہے کہ ساہیوال پولیس نے تھانہ غلہ منڈی میں ایک مقدمہ درج کیا ہے۔ جس میں کئی افراد کو گرفتار بھی کر لیا گیا اور

بعدازاں ان میں سے کئی ایک ضمانتوں پر رہا بھی ہو چکے۔ البتہ ایک ملزم ایسا ہے جس کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ اس کی تشویش ہے۔ تھانہ غلہ منڈی پولیس نے ایف آئی آر نمبر ۰۷/ ۲۶۹ کے تحت ۷رجون کو مقدمہ درج کیا ہے کہ ۷رجون بروز جمعرات سیاسی مقاصد رکھنے والے کچھ لوگوں نے جلوس نکالا اور جی ٹی روڈ پر باقاعدہ ٹریفک بلاک کر کے جلسہ کیا، حکومت کے خلاف تقاریر کیں، نعرے لگائے، چونکہ شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی اور شرکاء جلوس کے نعروں اور تقاریر سے نقص امن کا خطرہ تھا۔ لہٰذا پولیس نے ان کے خلاف دفعہ ۱۶' ایم پی او اور دفعہ ۱۸۸ ت پ مقدمہ درج کر کے چھاپہ مارا اور کئی افراد کو جن کے نام یہاں درج ہیں' گرفتار کر لیا گیا۔ البتہ ایک ملزم حاجی عبدالرشید چیمہ موقع پا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ، جس کی تلاش جاری ہے۔ پولیس واقعی ملزم کی تلاش جاری رکھے ہوئے ہے اور اسے اس سلسلے میں کوئی سراغ بھی دستیاب نہیں ہو پا رہا۔ ہمیں خطرہ ہے کہ شاید پولیس کو اس حوالے سے یکسر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے اور یہ انتہائی شرمناک بات ہوگی۔ نیک نامی میں کمی رہ جائے گی۔ وہ روشن خیالی کے تحفظ اور حکومت کی خدمت کرنے کے معاملے میں تساہل کی مرتکب ہوگی۔

پنجاب پولیس چونکہ مستعد اور باخبر فورس ہے۔ امن وامان کے قیام میں اس کی خدمات شاندار ہیں۔ لہٰذا معذرت کے ساتھ آج پولیس کی مخبری کرنے کو جی چاہتا ہے اور طبیعت للچاتی ہے کہ روز اوّل سے حکومت کی ہجو لکھ لکھ کر جو نامۂ اعمال سیاہ کر رکھا ہے۔ اس کے ازالہ کا اچھا موقع ہے کہ بتایا جائے کہ ملزم عبدالرشید جو اپنے علاقے میں اس دور کے ولی کی حیثیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے زہد وتقویٰ سے مرعوب ہوئے بغیر ان کا احترام بالائے طاق رکھتے ہوئے پولیس کو بتایا جائے کہ موصوف کس جگہ زیر زمین جا چھپے ہیں۔

پوری ذمہ داری کے ساتھ اطلاع ہے کہ ۷رجون کو ساہیوال کے حکومت مخالف مظاہرے میں پولیس کو مطلوب حاجی عبدالرشید چیمہ کئی سال مفلوج ہو کر بستر علالت پر پڑے تھے۔ کئی سال سے مفلوج ہو کر بستر علالت پر پڑے تھے۔ مئی کی کسی تاریخ کو اپنی اہلیہ، صاحبزادے اور چند دیگر اقرباء کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے حجاز مقدس گئے اور وہیں یکم جون بروز جمعۃ المبارک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد مدینۃ النبی میں ہی اس دنیا سے فرار ہو گئے۔ مقامی حکام کے تعاون سے انھیں جنت البقیع کے اس قدیم حصے میں جگہ دستیاب ہوگئی جہاں سیدنا عثمان اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہن کے مرقد مبارک ہیں۔ ۲رجون بروز ہفتہ بعد نماز فجر ملزم حاجی عبدالرشید وہیں روپوش ہو گئے۔ اب وہ عادل برحق کی عدالت کے سوا کسی بھی عدالت کے سامنے پیشی سے انکاری ہیں۔ باوجود اس کے کہ حاجی عبدالرشید عمر بھر ختم نبوت کے مجاہد کے طور پر زندہ رہے۔ انھوں نے خود کو سیاسی منافقت سے آلودہ نہیں کیا مگر اپنی موت کے سات روز بعد ساہیوال میں جس قانون شکنی کے مرتکب ہوئے ہیں' اس پر ان کی گرفتاری لازمی ہے۔ حکومت کو فوری بندوبست کرنا چاہیے۔ ہمیں یقین ہے کہ زندوں کے بعد مردوں کی گرفتاری کے لیے بھی جس طرح پولیس مستعد ہے' اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ان شاء اللہ حکومت کے استحکام میں کوئی کمی نہیں رہے گی...... حکومت کو چاہیے کہ ایس پی ساہیوال کو اس پر کوئی چھوٹا موٹا تمغہ ضرور عطا کرے تا کہ حوصلہ افزائی ہو۔